اسلام میں جاگیرداری اور زراعت

ڈاکٹر نور محمد غفاری

اسلام میں موجودہ اور قدیم شکل کی جاگیرداری کا جواز ہے یا نہیں؟ یہ ایک ایسا اہم موضوع ہے، جس پر فقہاء کرام، علماء اسلام اور مسلم معیشت دان بارہا اپنی قیمتی آراء کا اظہار کر چکے ہیں، ان کی آراء کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ جاگیردارانہ نظام کی تائید اور جواز میں آراء

۲۔ جاگیردارانہ نظام کی مخالفت میں آراء۔

یہ بات بلا شک وتردد کہی جا سکتی ہے کہ اسلام کا عادلانہ معاشی نظام کسی بھی طرح موجودہ یا قدیم ظالمانہ جاگیرداری نظام سے سمجھوتہ نہیں کر سکتا اسلام نے مشروط طور پر ملکیت زمین کی اجازت ضروردی ہے مگر اس کے نتیجہ میں انسانوں کو آقا اور غلام، بااختیار اور بے اختیار، سرکش اور تابع فرمان، ظالم اور مظلوم کے طبقوں میں تقسیم ہرگز ہرگز نہیں کیا۔ ہمارے اس تحقیقی نتیجہ پر پہنچنے کے لئے آیئے ہم مختلف اہم موضوعات کا جائزہ لیتے ہیں، جو ہمیں اس نتیجہ تک رسائی میں مدد دیں گے۔ آیئے شروع کرتے ہیں، زمین بحیثیت عامل پیدائش سے۔

۱۔ زمین:

اسلامی معاشیات میں زمین سے مراد صرف قشر الارض (زمین کی سطح) یا زمین مراد نہیں بلکہ وہ تمام قدرتی وسائل وعطیات مراد ہیں جو اللہ کریم نے اپنے بندوں کو عطا فرمائے ہیں جن پر محنت کر کے وہ اپنی روزی تلاش کرتے ہیں اور معاشی ترقیات حاصل کرتے ہیں۔

زمین بحیثیت عامل پیدائش میں مندرجہ ذیل عناصر شامل ہیں۔

۱۔ زمین کی سطح جو کاشت کاری، تعمیرات اور معاشی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے کام آتی ہے۔

قرآن مجید نے اپنے معجزانہ انداز میں اس طرف یوں اشارہ کیا ہے۔

واذا الارض مدت (الانشقاق (۸۴:۳)

ترجمہ: اور جب زمین پھیلائی گئی۔

الـذی جـعـل لـکـم الارض فـراشـاوالسـمـاء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقالکم .(سورة البقرة ۲:۲۲)

ترجمہ: تمہارا رب وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت۔ پھر آسمان سے پانی نازل فرمایا، جس سے میوے (پھل) تمہارے رزق کے لیے پیدا فرمائے۔

الذی جعل لکم الارض مهدا(سورة طه)(۲۰):۵۳)

ترجمہ: وہ ذات (پاک) ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا۔

والی الارض کیف سطحت (سورة الغاشیة(۸۸):۲۰)

ترجمہ: اور زمین کی طرف (دیکھو) اس کی کیسے سطح بنائی گئی ہے؟

الله الذی جعل لکم الارض قرارا(سورة مؤمن ۴۰:۶۴)

ترجمہ: اللہ کریم وہ ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے جائے قرار (وسکون) ٹھہرایا۔

والله جعل لکم الارض بساطا .(سوره نوح(۷۱):۱۹)

ترجمہ: اور اللہ کریم نے تمہارے لیے زمین کو بنادیا بچھونا۔

الم نجعل الارض مهدا(سوره النباء(۷۸:۶)

ترجمہ: کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟

واستعمرکم فیها(سورة هود(۱۱):۶۱)

ترجمہ: اور بسایا تم کو اس (زمین) میں۔

وفـی الارض قِـطَـع مُـتَـجـوِرت وجـنـت من اعناب وذرع ونخیل صنوان وغیر صنوان یسـقـی بـمـاء واحـد ونـفـضـل بـعـضهاعلی بعض فی الاکل ان فی ذلـک لآیات لقوم یعقلون .(سورة الرعد (۱۳(:۴)

ترجمہ: اور زمین میں مختلف کھیت ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں اور انگور کے باغات ہیں اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی اور بعض بن ملی ہیں حالانکہ انہیں ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور ہم ان میں سے بعض کو بعض پر پھل میں بڑھادیتے ہیں۔ یقیناً اس میں ان لوگوں

کے لیے نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں۔

ولقدمکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش (سورۃ الاعراف ۷: ۱۰)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں زمین میں ٹھکانہ دیا اور ہم نے اسی میں تمہاری معاش رکھدی۔

۲۔ سطح زمین پر واقع بلند و بالا پہاڑ جن کا پتھر، جن کی وادیاں، جن کے سبزہ زار، جن کے جنگلات اور چراگاہیں انسان کے معاش اور پیدائش دولت میں معاون ہیں۔ اس ضمن قرآن مجید کے چند نظائر ملاحظہ ہوں.

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانھارا وسبلا لعلکم تھتدون. (سورۃ النحل ۱۶: ۱۵)

ترجمہ: اور زمین پر بھاری بوجھ (پہاڑ) رکھ دیے کہ کہیں تمہیں لے کر جھک نہ پڑے اور دریا بہادیے اور راستے بنادیے تاکہ تم راہ پاسکو۔

والارض مددنھا والقینا فیھا رواسی وانبتنافیھامن کل زوج بھیج .(سورۃ ق ۵۰: ۷)

ترجمہ: اور زمین کو ہم نے پھیلادیا اور اس پر بھاری بوجھ (پہاڑ) رکھ دیے اور اس میں رونق کی ہر شئے کو اگایا۔

وھوالذی مدالارض وجعل فیھا رواسی وانھرا. (سورۃ الرعد ۱۳: ۳)

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بوجھل پہاڑ رکھ دیے اور دریا بہادیے۔

۳۔ زمین کی سطح پر رواں دریا، موجیں مارتے سمندر، گہری جھیلیں، ندی نالے، زمین کے اوپر اور اندر آبی ذخائر مراد ہیں۔ جن سے انسان مچھلیاں اپنی خوراک کے لیے پکڑتا ہے۔ سمندروں اور دریاؤں کو جہازوں اور کشتیوں کے ذریعہ پار کرتا ہے جو اس کے لیے ذرائع نقل و حمل کا کام دیتے ہیں۔ دریاؤں کی بلندیوں سے گرتے پانی کے ذریعہ بجلی پیدا کرتا ہے، جس سے نہ صرف اپنا گھر روشن کرتا ہے۔ سردی میں تاپتا ہے بلکہ کارخانے، ملیں اور ریل گاڑیاں چلاتا ہے۔ اسی پانی سے اپنی بے گیاہ زمین سیراب کر کے اسے لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کرلیتا ہے۔ منوں اناج اٹھا کر اپنا اور آبنائے جنس کا پیٹ بھرتا ہے اور آتش شکم ٹھنڈی کرتا ہے۔ زمین کے پانی کی نعمت کیا ہے انسانی زندگی کی روح اور جان ہے۔ قرآن مجید نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

وجعلنا من الماء کل شیء حی (سورۃ الانبیاء ۲۱: ۳)

ترجمہ: اور پانی سے ہم نے ہر شئے کو زندگی بخشی۔

پانی بحیثیت معاشی عامل کے متعلق قرآن حکیم کی ان آیات کے علاوہ جن کا ذکر نمبر ۲ کے تحت کیا گیا ہے۔ چند مزید نظائر قابل توجہ ہیں۔

وما انزل الله من السماء من ماء فاحیابه الارض بعد موتها.(سورة البقرة(۲):۱۶۴)

اور جو پانی اللہ کریم نے آسمان سے نازل کیا۔ پھر اس سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کیا۔

وانزل من السماء ماء فاخرج به من الثمرات رزقالکم (سورة البقرة۲:۲۲)

ترجمہ: اور آسمان سے پانی نازل کیا اور اس سے تمہارے رزق کے لیے میوہ جات پیدا کئے۔

انزل من السماء ماء فسالت اودية بقدرها(سورة الرعد ۱۳:۱۷)

هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر(سورة النحل ۱۶:۱۰)

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی نازل فرمایا جو پینے کے کام آتا ہے اور جس سے درخت اگتے ہیں۔

۴۔ زمین کے اندر کے تمام معدنی ذخائر اور دھاتیں، جنہیں کام میں لاکر انسان اپنی زندگی کی بنیادی ضروریات پوری کرنے سے لے کر معاشی ترقی کی منازل تک طے کرتا ہے، بھی زمین بحیثیت عامل پیدائش میں شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں چند قرآنی نظائر قابل توجہ ہیں۔

له مافی السموت ومافی الارض وما بينهما وما تحت الثرى .(سورة طه (۲۰:۶)

ترجمہ: اسکا کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ گیلی زمین کے نیچے ہے۔

ولله خزائن السموت والارض .(سورةالمنافقون)

ترجمہ: اور اللہ کریم ہی کے لیے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے خزانے۔

۵۔ زمین بحیثیت عامل پیدائش میں آسمان سے نازل ہونے والی تمام برکات اور زمین اور آسمان کے درمیان فضا میں جمع اور پنہاں شدہ تمام برکات بھی شامل ہیں مثلاً ہوا، گرمی، سردی، سورج کی روشنی وغیرہ جو انسان میں نشاط پیدا کر کے اسے معاشی عمل کے لیے تیار کرتی ہیں، فصلوں کی کاشت اور برداشت کے لیے لازمی ہیں، عمل پیدائش کو جاری رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔ اس بارے میں یہ نظائر ملاحظہ کریں۔

وفی السماء رزقکم وما توعدون (سورة الذریت ۵۱:۲۲)

مالک الملک ست ہر کش سر نہد — بے جہان خاک صد ملکش دہد

ترجمہ: اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

وینزل لکم من السماء رزقا.(سورۃ غافر ۴۰:۱۳)

ترجمہ: اور وہ آسمان سے تمہارے لیے رزق اتارتا ہے۔

وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دابۃ وتصریف الریح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایت لقوم یعقلون.(سورۃ البقرۃ ۲:۱۶۴)

ترجمہ: اور اس پانی میں جو اللہ کریم نے آسمان سے اتارا۔ پھر اس سے زمین کو بے گیاہ ہونے کے بعد زندہ کیا اور اس میں ہمہ قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہواؤں کے ہیر پھیر میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے بیچ معلق ہے، نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیئے جو سوجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں۔

اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خللہ فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذاھم یستبشرون (سورۃالروم ۳۰:۴۸)

ترجمہ: وہ اللہ کریم ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر وہ بادلوں کو آسمان میں جس طرح چاہے پھیلا دیتا ہے اور انہیں تہہ بہ تہہ رکھتا ہے۔ پھر تو دیکھتا ہے کہ مینہ اس کے درمیان سے نکلتا ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے اسے پہنچا دیتا ہے تو وہ بھی خوشیاں کرنے لگ جاتے ہیں۔

وارسلنا الریح لواقح فانزلنا من السماء ماء فاسقینکموہ وما انتم لہ بخزنین .(سورۃ الحجر ۱۵:۲۲)

ترجمہ: اور ہم نے پانی سے بھری ہوائیں چلائیں، پھر ہم نے آسمان سے پانی اتارا، پھر تمہیں اس سے سیراب کیا۔ حالانکہ تم اس کا خزانہ نہیں رکھنے والے۔

الغرض، ان تمام قرآنی نظائر کی روشنی میں آپ نے یہ دیکھ لیا ہوگا کہ زمین بحثیت عامل پیدائش اللہ کریم کا اپنے بندوں کے لیے ایک ایسا عطیہ ہے جو بہت سے ایسے فوائد کو شامل ہے جن کا تعلق انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات سے لے کر اس کی اقتصادی ترقی کی ممکنہ انتہائی صورت تک تمام مدارج سے ہے۔

وقت محنت می بری ز اللہ بو چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

زمین اور جدید معاشیات کی تنگ دامنی

جدید روائتی معاشیات نے زمین بحثیت عامل پیدائش کوجس انداز میں زیر بحث لایا ہےاس سے زمین کی اہمیت وافادیت ،زمین کی آبادکاری ،ترقی وتوسیع ،زمین کی ملکیت وغیرہ ایسے نہایت اہم موضوعات کے بارے میں اس کی تنگ دامنی پر حیرت ہوتی ہے۔

جدید معیشت نے ''زمین،، کی بحث کوصرف زمین کا تعارف بحثیت عامل پیدائش اورزمین کا معاوضہ بصورت لگان تک محدود رکھا ہے۔اگراس نے کہیں بے آبادزمینوں کی آبادکاری کاذکر کیا ہے تواس کا مقصد بھی زمین کے کم ہونے کی صورت میں بھاری شرح لگان سے بچاؤ بتایا ہے۔

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ روایتی معاشیات کے ماہرین (ریکارڈو وغیرہ) نے لگان کی مقدار،شرح اوروصولی کے مسئلہ کوحل کرنے کے لیے بقاعدہ درجہ بندی کا طریقہ بتایا ہے اوریوں اچھی اورآبادی کے قریب کی زمینوں کوجلد قابل کاشت بنانے اورپھر بتدریج دوردراز کی زمینوں کوآباد کرکے کم لگان دے کر زیادہ فائدہ اٹھانے کاتصوردیا ہے۔

جدید معیشت دانوں نے زمین کے لگان کی بحث کومکانوں کے کرایہ جات تک بڑھایا ہےاوریہ بھی بتانے کی کوشش کی ہے کہ شہری علاقہ کے درمیان،ایک کنارہ پرواقع ،گنجان آبادعلاقہ اورغیرآبادعلاقہ میں واقع مکانات کے کرایوں میں کیوں تفاوت ہوتا ہے۔

مگرجدید معیشت دانوں کی نگاہ سے غالبا زمین بحثیت عامل اورذرائع پیدائش کااہم ترین پہلواوجھل رہا ہے کہ زمین اللہ کریم کا عطیہ ہےاس کاتعلق انسانوں کی بنیادی ضروریات زندگی سے ہےاورانسانوں کودیگر عاملین پیدائش محنت اورسرمایہ سے زیادہ اس کی ضرورت ہے،اس کے بغیر ان دونوں عاملین پیدائش کاتصور ہی غیرممکن ہے۔کیایہ زمین کسی فرد یا چندافراد کی ملکیت بن سکتی ہے؟بے آبادزمینوں کوآباد کرکے زمین کی مقدار بڑھانے کی ضرورت کیالگان کے علاوہ بھی ہے؟بے آبادزمینوں کوآباد کرنے کے مسائل کیاہوں گے؟ان بے آبادزمینوں کوآباد کرنے کے وسائل کیاہوں گے؟اس میں ریاست کاکردار کیاہوگا،افراد کاکردار کیاہوگا؟اگرآپ ان بنیادی سوالات کاجواب تلاش کرناچاہیں گےتوجدید سرمایہ دارانہ نظام اس سلسلہ میں بالکل سادہ نظرآئے گا جبکہ ان مسائل کاتعلق انسانی زندگی کی بنیادی ضرورت

مصیبت کے وقت تو اللہ کا پتہ لگالیتا ہے، جب وہ ختم ہوئی تو کہتا ہے راستہ کدھر ہے

سے ہے یا غالباً اس کی وجہ یہ ہو کہ ان زمینی مسائل کا تعلق تیسری دنیا کے غریب ممالک کے غریب باشندوں سے ہے، جہاں بظاہر آبادی زیادہ اور معاشی وسائل بظاہر کم ہیں ترقی یافتہ ترقی پذیر سرمایہ دار ممالک کے وہ ماہرین معاشیات جنھوں نے اپنی جدید معاشیات پر کتابیں اپنی کوٹھیوں یا یونیورسٹیوں کی ان عمدہ عمارات میں بیٹھ کر تحریر کی ہیں جنھیں تیسری دنیا کے ممالک کی دولت بذریعہ سود اکٹھی کر کے تعمیر کیا ہے۔ یہ ماہرین معاشیات نہ خود غربت سے دوچار ہیں نہ غریب کے مسائل کو سمجھتے ہیں لہذا ان کی تحریر کردہ کتب زمین کے ان مسائل کے بیان سے تہی دامن ہیں جن کا تعلق غریب ممالک کی معیشت سے ہے۔

اسلامی معاشیات اور زمین

اسلامی معاشیات کے ماہرین نے زمین بحیثیت عامل یا ذریعہ پیدائش کے مسائل کو جامعیت اور شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے جن پر کتب حدیث اور فقہ کے مستقل ابواب ہیں۔ مسلمان فقہاء اور ماہرین اسلامی معاشیات نے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں اردو میں اس موضوع پر نمایاں کوششوں میں سے مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی کتاب ''اسلام کا نظام اراضی،، مولانا محمد تقی امینی کی کتاب ''اسلام کا زرعی نظام،، اور مولانا مودودی کی کتاب ''مسئلہ ملکیت زمین،، قابل ذکر ہیں۔

ہم چاہتے ہیں اس مقالہ میں اختصار کے ساتھ زمین کے ان تمام اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے جن کا تعلق ہمارے موضوع سے ہے یا جن کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ ہم اپنی بحث کو مندرجہ ذیل عنوانات پر مرتکز کریں گے۔

ا۔ زارعت: اجازت، مختلف صورتیں۔

ب۔ مزارعت، جواز اور عدم جواز کی بحث، احکام۔

ج۔ زراعت کی ترقی کے وسائل۔

بنجر زمینوں کی آبادکاری۔ وسائل آب پاشی کی ترقی وتوسیع۔ لگان، مال گذاری میں تخفیف وغیرہ۔

ا۔ زارعت

ا۔ جوالو: اسلامی معاشیات میں زراعت (زمین کی کاشت کاری) کا موضوع نہایت اہم ہے درحقیقت زارعت شکار کے بعد کسب معاش کا اولین ذریعہ ہے جس سے انسان اپنی روزی کماتا چلا آ رہا ہے

۔زراعت کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنے حضرت انسان کی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی حدیث پاک میں اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ۔نے اس خطہ ارضی پر آباد ہونے کے بعد جوذریعہ معاش بنایا وہ زراعت یا کھیتی باڑی تھی۔اس کے ثبوت میں مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی حدیث کا یہ حصہ قابل توجہ ہے۔

......کان آدم حارثاً......[۱]

ترجمہ:حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔

دراصل زراعت کا پیشہ انسانی فطرت کی سادگی کے قریب ترین ہے یہ پیشہ اللہ کریم اوراس کے بندہ (کسان) کے تعلق کی استواری کا ایک ذریعہ بھی بنتا ہے۔کسان کا مٹی میں بیج محض اس امید پر پھینک کر بیٹھ جانا کہ اس کا کریم اپنا کرم کرکے اس بیج کولہلہاتی کھیتی اور پھراناج میں تبدیل کرے گا۔اللہ کریم پر بندہ (کسان) کے یقین اورایمان کا ذریعہ بنتا ہے۔اللہ کریم نے کسان کی اس امید کونہایت خوبصورت انداز میں اپنا احسان بتایا اور کسان کے کاشت کرنے کواپنا فعل فرمایا۔ارشاد ہے:

افرء یتم ماتحرثون ء انتم تزرعونه ام نحن الزارعون .لونشاء لجعلنه حطامافظلتم تفکهون .انا لمغرمون.بل نحن محرومون .(سورة الواقعة(۵۶: ۶۳۔۶۷)

ترجمہ: بھلا دیکھوتو جوتم بوتے ہو،اسے تم کھیتی کرتے ہو یا ہم کھیتی کرنے والے ہیں۔اگرہم چاہیں تواسے روندا ہوا گھاس کرڈالیں پھرتم سارا دن باتیں بناتے رہوکہ یقیناً ہم تو قرضدار ہی رہ گئے بلکہ ہم توبے نصیب ہوگئے۔

ایک دوسرے مقام پراللہ کریم نے زراعت کو اپنا انعام اوراپنی الوہیت کی ایک نشانی فرمایا۔

وهوالذی انشاجنت معروشت وغیر معروشت والنخل والزرع مختلفاً اُکله.(سورة الانعام ۶: ۱۴۱)

ترجمہ:اوروہی ذات (کریم) توہے جس نے باغات پیدا کئے ایسے جوٹٹیوں پرچڑھائے جاتے ہیں اورایسے جونہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت پیدا کئے اور مختلف انواع کی کھیتی بھی پیدا فرمائی۔

نبی کریم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد گرامی میں کھیتی باڑی کے عمل اور نتیجہ کوصدقہ سے تعبیر فرمایا ہے۔

عن انس رضی الله عنه قال:قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :مامن مسلم یغرس

غرسا اویزرع زرعا فیاکل منه طیر اوانسان او بهیمة الا کان له به صدقة اھ.

ترجمہ: حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان درخت لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے اوراس میں سے جانور یا انسان یا چوپائے اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔ یہ عمل اس (مومن) کے حق میں صدقہ (یعنی اجر وثواب کا ذریعہ) بنتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے مفہوم میں یہ خوشخبری بھی پنہاں ہے کہ کاشتکار مسلمان خواہ بوقت کاشت اپنی کھیتی میں سے انسانوں، جانوروں اور پرندوں کے کھانے کی نیت کرے یا نہ کرے اگر اس میں سے انسان، پرندا اور چرند کچھ کھائیں گے خواہ وہ ان کے نہ کھانے اوران سے بچانے کے لیے حفاظت بھی کرے صدقہ کا ثواب پھر بھی ملتا رہے گا اوراگر وہ اپنا لگایا ہوا درخت فروخت کردے یا اپنی کاشت کردہ کھیتی بیچ دے تب بھی اس کو ثواب ملتا رہے گا کیونکہ اپنے اس عمل سے اس نے مخلوق خدا کے رزق میں اضافہ کرنے کی کوشش کی ہے[۲]۔

ایک دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی امت اور دنیا کے تمام انسانوں کو زمین کے پوشیدہ خزانوں سے بذریعہ زراعت مستفید ہونے کی ترغیب فرمائی ہے۔

اطلبوا الرزق فی خبایا الارض[۳]۔ (عن عائشۃ رضی اللہ عنہما)

ترجمہ: رزق کو زمین کی پنہائیوں میں تلاش کرو۔

شمس الائمہ امام سرخسیؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں "یعنی عمل الزراعۃ"، زراعت کے عمل سے زمین سے رزق تلاش کرو۔

نبی کریم ﷺ نے خود مقام جرف میں کاشتکاری کی ہے، اس عمل کو امام سرخسیؒ ہی نے نقل کیا ہے۔

وزرع رسول الله صلی الله علیه وسلم بالجرف[۴]۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے خود مقام جرف میں کاشت فرمائی۔

نبی کریم ﷺ کا یہ مبارک عمل امت کو تعلیم دینے کے لئے تھا۔ اس لیے فقہاء اسلام نے زراعت کے پیشہ کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ فرض کفایہ کا درجہ دیا ہے[۵]۔ اس بارے میں یہ نظیر قابل توجہ ہے۔

اما الزرع فی ذاته سواء اکان مشارکة اولا فهو فرض کفایة لاحتیاج الانسان والحیوان الیه[۶]۔

قرب نے بالا نہ پستی رفتن است   قرب حق از حبس ہستی رستن است

ترجمہ: جہاں تک کا تعلق ہے خواہ یہ شرکت سے وجود میں آئے یا بغیر شرکت کے اپنی ذات میں فرض کفایہ کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ انسان اور حیوان بھی اس کے محتاج ہیں۔

فقہاء اسلام نے اس پر بھی بحث کی ہے کہ زراعت دیگر ذرائع رزق مثلاً صنعت وحرفت، تجارت وغیرہ سے بہتر ہے یا کوئی اور؟ بعض فقہاء احناف زراعت کو دیگر تمام پیشوں پر فضیلت دیتے ہیں جب کہ بعض فقہاء کرام دیگر رائے بھی رکھتے ہیں مگر ہمیں اس مسئلہ میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ رائے قائم کی جاسکتی ہے کہ زراعت، تجارت، صنعت کسی ایک کا بھی بالکل ترک کردینا امت کی معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہوگی، لہذا ان تمام پیشوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ جہاں زراعت کے لیے قدرتی حالات سازگار ہیں وہاں زراعت پر زیادہ توجہ دی جاسکتی ہے جہاں صنعت یا تجارت کے لیے ماحول سازگار ہیں وہاں صنعت یا تجارت میں تخصیص حاصل کی جاسکتی ہے اور یوں اپنے اپنے تخصیص کے ذریعے دیگر تخصیص والوں کی مدد کرسکتے ہیں یہ حال افراد اور اقوام دونوں کا ہوسکتا ہے یہ تعاون بذریعہ تخصیص ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تبادلہ اشیاء اور تجارت کی اصل بنتا ہے۔

زراعت کے عدم جواز کا شبہ اور اس کا جواب

مذکورہ بالا بحث سے نہ صرف زراعت (کاشتکاری) کا جواز ثابت ہوتا ہے بلکہ زراعت کا عمل ذریعہ ترقی وثواب اور زراعت کرنے والا (کاشتکار) اللہ کریم کے نزدیک پسندیدہ بندہ ہے۔ مگر بعض علماء اسلام نے زراعت کو بطور پیشہ بنانا موجب تنزل اور پستی تصور کیا ہے اور ان کا استدلال نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد مبارک پر ہے جب آپ نے کسی مہم کی واپسی سے سرحد کے ایک مقام پر ہل اور کھیتی باڑی کے دوسرے آلات دیکھ کر فرمایا تھا۔

عن ابی امامة باهلی رضی الله عنه انه رای سكة وشيئا من آلة الحرث. فقال: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول: لایدخل هذا بیت قوم الاادخله الله الذل۔

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ نے ایک جگہ ہل اور کھیتی باڑی کے دیگر آلات دیکھ کر فرمایا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس گھر میں یہ آلات داخل ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالی اس گھر میں ذلت اور مسکنت داخل کردیتا ہے۔

قرب کے لئے اوپر یا نیچے جانا نہیں ہے، اللہ کا قرب وجود کی قید سے چھوٹنا ہے۔

اس حدیث سے بلاشبہ یہ مترشح ہے کہ زراعت ایک ایسا وسیلہ معاش ہے جس کو اختیار کرنے والا ذلت وپستی کا شکار ہوگا۔ بظاہر اس حدیث اور دیگر احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں اختلاف ہے مگر علماء اسلام ان پر اللہ کریم کی رحمت ہو۔ نے اس ظاہری تضاد اور مشکل کا جواب بھی اپنی عالمانہ بصیرت سے دیا ہے۔ مثلاً شمس الائمہ امام سرخسیؒ نے امام محمدؒ کے اتباع میں اس حدیث کا جواب یہ نقل کیا ہے۔

ظنوا ان المراد بالتزام الخراج. وليس كذلك. بل المراد ان المسلمين اذا استغلوا بالزراعة واتبعوا اذناب البقر وقعدوا عن الجهاد كر عليهم عدوهم فجعلوهم اذلة۸۔

ترجمہ: اس حدیث کے ظاہری معانی سے لوگوں کو گمان ہوا اکثر زمینوں پر خراج لازم آتا ہے (اور خراج کی ادائیگی مسلمان کے لیے۔ جو عشر ادا کرتا ہے۔ موجب رسوائی ہے) لہذا زراعت ذلت ورسوائی کا ذریعہ بنتی ہے)

حالانکہ مفہوم ہرگز اس طرح نہیں ہے بلکہ اس حدیث کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ مسلمان زراعت میں یکسو ہو کر لگ جائیں کہ بیلوں کی دمیں پکڑے پکڑے پھرتے رہیں اور (اپنے حقیقی مقصد زندگی) جہاد سے غافل ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ان کے دشمن ان پر چڑھ دوڑیں اور انھیں ذلیل وخوار کر کے چھوڑیں۔

امام محمدؒ کی اس رائے کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل اجاگر ہوگئی ہے کہ اگرچہ زراعت ایک بابرکت پیشہ ہے لیکن اگر مسلمان اس میں اس قدر منہمک ہو جائیں کہ اپنے مقاصد اللہ کریم کے دین اور نبی کریم ﷺ کے مبارک طریقوں کی ترویج کے لیے جہاد کرنا۔ کو ہی بھول جائیں تو پھر یہ زراعت کا پیشہ ان کے لیے موجب ذلت ومسکنت ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس مفہوم کے قریب تر بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں:

''یہ جان لینا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کو ساری دنیا کی خلافت دے کر مبعوث فرمایا گیا تھا۔ لہذا ان کا دین تمام (منسوخ ومسخ شدہ) ادیان پر جہاد اور ذرائع جہاد کی مکمل تیاری کے بغیر ناممکن ہے۔ پھر اگر مسلمان جہاد کا مقدس فریضہ چھوڑ کر بیلوں اور گایوں کی دموں کے پیچھے پیچھے پھرتے رہیں تو (اس کا نتیجہ اس کے سوا کیا ہوگا کہ) ذلت وپستی انھیں گھیرے گی اور تمام دیگر ادیان والے انھیں مغلوب ومقہور بنالیں گے،،۹۔

یہی توجیہہ اس حدیث کے مفہوم کے بارے میں امام بخاریؒ اور ابن حزم ظاہریؒ کی ہے۱۰۔

البتہ محدث داؤدی اور ان کے ہم خیال علماء اسلام نے اس ارشاد نبوی کا خاص سبب بیان کر کے اس حدیث

کو محدود کردیا ہے۔ گو یہ ارشاد عام معلوم ہوتا ہے لیکن اپنے خاص پس منظر کی وجہ سے یہ محدود اور خاص ہے۔ محدث داؤدیؒ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد مسلمانوں کی ایک خاص جماعت کو فرمایا جو دشمنوں کی سرحدوں کے قریب آباد تھی اور زراعت میں مشغول تھی۔ مگر الفاظ حدیث نے اس کے حکم کو عام کردیا حالانکہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد خاص موقع پر قوم کے لیے تھا۔ محدث داؤدی کے الفاظ یہ ہیں:

''نبی کریم ﷺ کی یہ وعید ایسی جماعت کے لیے ہے جو دشمنوں (کی سرحدوں) کے قریب رہتی ہو اس لیے اگر اس جماعت کے لوگ کھیتی باڑی میں مشغول ہو جائیں تو پھر وہ فن سپاہ گری سے بے پرواہ ہو جائیں گے اور دشمن ان پر غالب ہو جائے گا۔ البتہ جو لوگ ایسے لوگوں کے علاوہ ہیں ان کے لیے، زراعت کا کام پسندیدہ ہے۔ عظیم و جلیل اللہ کریم کا حکم ہے ''واعدوا لھم ما استطعتم''، (اور تیاری کرو ان (دشمنوں) کے مقابلہ کے لیے جتنی تمہاری استطاعت ہو) اور جہاد کے لیے تیاری کا یہ حکم ظاہر ہے زراعت کے بغیر نامکمل رہتا ہے کیونکہ جو لوگ سرحدوں پر اور دشمن کے قریب آباد ہیں اور وہ (بوجہ تیاری جہاد) کاشتکاری میں مشغول نہیں رہتے۔ لہذا مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان کی ضروریات (خورد و نوش) کی تکمیل کے لیے زراعت کے ذریعہ سے مدد دیں۔

مگر ان مذکورہ بالا دونوں توجیہات کے مقابلہ میں ایک تیسری توجیہہ بھی ہے جو چھٹی صدی ہجری کے ایک نابغہ روزگار محدث حضرت ابن متینؒ نے اس ارشاد نبوی کی بتائی ہے ابن متینؒ کے نزدیک نبی کریم ﷺ کا آلات زراعت کو دیکھ کر ان کے رکھنے اور استعمال میں لانے والوں کے بارے ذلت و مسکنت کی خبر دینا زراعت کے جواز و عدم جواز کے لیے کوئی اسلامی نقطہ نظر نہیں بیان کرتا بلکہ یہ تو زراعت پیشہ طبقہ کی حالت زار ہے جو مستقبل میں سرکش زمینداروں کے ظالمانہ برتاؤ سے ہونا تھی اور جس کی خبر آپ ﷺ وحی الہی سے فیض یافتہ پیغمبرانہ بصیرت کے ذریعہ دے رہے تھے اس مظلوم و مقہور طبقہ کی قابل رحم حالت جو زمینداروں کے جابرانہ اور قاہرانہ تسلط سے ہوتی آرہی ہے اور آج تک یہ ظلم کی چکی ان پر چل رہی ہے۔

ابن متینؒ کے الفاظ قابل توجہ ہیں:

ھذا من اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمغیبات لان المشاھدۃ الان ان اکثر الظلم انما ھو علی اھل الحرث[11]۔

ترجمہ: یہ ارشاد نبی کریم ﷺ کے غیب کی خبریں دینے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے کہ ہم آج مشاہدہ

جو اس خدا کے سامنے سر رکھ دے وہی بادشاہ ہے۔ خاکی دنیا کے علاوہ وہ سینکڑوں سلطنتیں عطا کر دیتا ہے

کرر ہے ہیں کہ سب سے زیادہ مظلوم وہی طبقہ ہے جوکھیتی باڑی کرنے والا ہے۔

کیا یہ ارشاد کاشتکاروں کے مظلوم طبقہ کی مظلومیت کی سچی خبر نہیں دیتا؟ کیا انسانوں کی اس بستی میں بطور پیشہ کاشتکاروں سے زیادہ کسی پر ظلم ہوا ہے یا ہو رہا ہے؟ یہ طبقہ جو عموماً ان پڑھ، غیر منظم اور بے بس ہوتا ہے اور اپنے خلاف ظلم کی صحیح تصویر کشی سے بھی قاصر ہوتا ہے اور اگر وہ داد، فریاد کرنا بھی چاہے تو اس کی آخری پناہ بھی ظالم وڈیرہ اور زمینداری ہوتا ہے، اسے سرکاری عدالت تک پہنچنے یا سرکاری اہلکاروں کو اپنی فریاد سنانے کے لیے بھی زمیندار کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ زمیندار کا بنایا ہوا یا بولا ہوا طریقہ بٹائی یا کاشتکاری یا آبپاشی اس کے لیے قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ بعض صورتوں میں تو یہ بے کس اتنا بے بس ہوتا ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان اسے صرف جابر زمیندار کے تسلط کے سوا باقی کچھ نظر نہیں آتا۔

یہ اناج پیدا کر کے ڈھیر لگائے مگر روٹی اسے فراخی کے ساتھ نہ ملے، یہ روئی پیدا کر کے بازار بھر دے، کارخانوں کو چلا دے مگر اس کے جسم پر اچھا لباس کبھی نہ دیکھا جائے۔ اس کی محنت کی برکات سے زمیندار اور سرمایہ دار امیر تر ہوتے جائیں مگر یہ غریب ہی رہے۔ آخر اس کا کیا قصور ہے؟ کیا صرف یہ کہ یہ غریب ان پڑھ اور غیر منظم کسانوں کے پیشہ زراعت سے یا محنت کش طبقہ سے منسلک ہے؟

ابن متینؒ کا یہ مشاہدہ تو چھٹی صدی ہجری کا ہے جب غالباً نہ کارخانے تھے نہ روئی اور اناج غریب کسان کو کارخانہ داران کا سودی قرضہ چکانے کے لیے ان کے سپرد کرنا پڑتا تھا۔ نہ امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور دیگر ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ زرعی ممالک کی خام پیداوار اونے پونے داموں خرید کر اس کی تیار شدہ مصنوعات ان غریب زرعی ممالک کو اتنے مہنگے داموں فروخت کرتے کہ اپنے خام مال کی خریداری کے لیے ان ممالک کو دی ہوئی رقم بھی واپس لے لیتے اور ساتھ اس قدر نفع حاصل کرتے کہ ان غریب ممالک کو مقروض اور معاشی غلام بنا کر چھوڑتے مگر آج یہ ظلم کے تمام طریقے اس مہذب انداز میں مروج اور مقبول ہیں کہ غریب کسان اور غریب ممالک سرمایہ داروں کا ظلم بھی برداشت کرتے ہیں اور الٹے ان کے ممنون احسان بھی ہیں جو چاہے آپ کا ظلم کرشمہ ساز کرے۔

کس قدر افسوس ناک صورت حال ہے کہ زراعت پیشہ افراد کا اگر قومی اور ملکی سطح پر کارخانہ داران اور سرمایہ داران استحصال کرتے ہیں تو بین الاقوامی سطح پر سرمایہ دار صنعتی اور ترقی یافتہ ممالک زرعی ممالک کا استحصال کرتے ہیں۔ گویا زراعت پیشہ طبقہ قومی اور بین الاقوامی دونوں سطحوں پر معاشی ظلم اور جبر کا شکار ہے۔

ما رمیت اذ رمیت، ، خواندۂ لیک جسمی در تحری ماندہ

اس ضروری بحث کے ساتھ ساتھ دوسوال اور بھی ذہن میں ابھرتے ہیں جو اپنے جواب کا مطالبہ سمجھ دار انسان سے کرتے ہیں۔وہ سوالات ہیں:

۱: کیا کاشتکاروں کے مظلوم طبقہ کی یہ صورت جس کی خبر نبی کریم ﷺ نے اس زمانہ میں دی جب موجودہ دور کے استحصالی حربے بھی موجود نہیں تھے،اس حقیقت کا اعتراف تو نہیں کراتا کہ آپ کے سچے نبی علیہ السلام ہیں؟

۲: جس سچے نبی کریم ﷺ نے وحی الٰہی کی روشنی میں اپنی پیغمبرانہ بصیرت سے بساط دنیا کے ان باریک ترین اور دقیق ترین حالات کو بھانپ لیا ہوا گر اس کا مجوزہ ''اسلام کا اقتصادی نظام،، اس دنیا کے لوگ قبول کرلیں تو کیا معاشی ظلم وتعدی کی تمام شکلیں ختم نہ ہوجائیں۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔صحیحین: کتاب الزراعۃ۔

۲۔بدرالدین عینی: عینی شرح بخاری، ج۵،ص۔۱۱۷۔

۳۔الہیثمی ،حافظ نورالدین ،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،جلد۴،مکتبہ القدسی،قاہرہ،۱۳۵۲ھ،باب الکسب والتجارۃ ومحبتہا والحث علی طلب الرزق۔

۴۔المبسوط،ج۲۲،ص۲۔

۵۔عبدالرحمٰن الجزیری: کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ،بیروت،ج۲،قسم المعاملات،ص۱۲

۶۔عبدالرحمٰن الجزیری: کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ،بیروت،ج۲،قسم المعاملات،ص۔۱۲۔

۷۔صحیح بخاری، کتاب الحرث والمزارعۃ۔

۸۔سرخسی،شمس الدین:المبسوط،مطبع السعادہ۔مصر،۱۳۳۱ھ ج۱۰ص۸۳

۹۔شاہ ولی اللہ: حجۃ اللہ البالغہ،مطبوعہ مصر ج۲،ص۱۷۳۰۔

۱۰۔بحوالہ ابن حزمؒ:المحلی،قاہرہ ۱۳۰۳ھ،ج۸،ص۲۱۱۔

۱۱۔العینی،بدرالدین:عمدۃ القاری،مطبع منیریہ،مصر،۱۳۴۸ھ،ص۱۲۷۔

(جاری ہے)

تونے نہیں پھینکا جب کہ پھینکا تو نے پڑھا ہے،لیکن تو ایک جسم ہے انگل میں پھنسارہ گیا ہے